OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:5, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI: 10.36476/JIRS.5:2.12.2020.03, PP: 37-54

سندھ میں اسلامی فتوحات کے آغاز سے فاتح سندھ کی آمد تک کی تاریخ کا تجزیاتی مطالعہ

The History of Sindh from Islamic Conquests to the Arrival of the Conqueror of Sindh: An Analytical Study

Dr. Zabih ur Rehman
Adjunct Faculty Member of Islamic Studies
Pak-Austria Fachhochschule: Institute of Applied Sciences and Technology, Mang, Khanpur
Dr. Rab Nawaz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
HITEC University, Taxila

Version of Record Online/Print: 01-12-2020
Accepted: 01-11-2020
Received: 31-07-2020

Abstract

According to the Islamic historical sources, the first voyages of Arab Muslims towards Sindh started during the caliphate period of Hazrat Umar. However, in the historical records, the 77-year-long struggle period of Muslims for conquest and Islamization was neglected until the arrival of Muḥammad bin Qasim. In this article, an analytical study is made about the history of the first period of the arrival and spread of Islam in Sindh from the beginning of the Islamic conquests up to the arrival of the conqueror of Sindh. The study also highlights the geographical identification of the Sindh region and the arrival of the companions of the Prophet (PBUH) and their expedition activities in Sindh. Besides that, the political situation of the Muslims in the Sindh region is discussed as well. The study concludes that before the arrival of Muḥammad bin Qasim, the first phase of Sindh's conquests and Islamization was completed by the extraordinary efforts of the companions of Prophet (PBUH) and Muslim commanders who were sent to the Sindh region. Eventually, this first phase turned out to be an important milestone in the subsequent conquests of Islam.

***Keywords**: Sindh, Makran, Qiqan, thugrul-Hind, Debal*

BY

تمہید:

عرب اور ہند کے تعلقات زمانہ قدیم سے قائم و دائم نظر آتے ہیں۔ تجارت کی غرض سے کئے جانے والے سفروں میں عرب تجار سندھ اور ہند کی بندر گاہوں سے ہو کر چین کی طرف جایا کرتے تھے۔ یہی تعلقات جزیرہ عرب میں اسلام کی روشنی پھیلنے کے بعد سندھ اور ہند میں ایک دوسرا رخ بھی اختیار کرنے لگے۔ جس کا باقاعدہ اثر ہمیں مسلمانوں کے تجارتی اسفار اور بعد کی فتوحات میں نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں عام طور پر سندھ کی تاریخ کے حوالے سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سندھ میں اسلام کی آمد کا آغاز حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں ہوا۔ اس کے بعد آٹھویں صدی عیسوی کے شروع میں محمد بن قاسم کی فوجوں کی بدولت دیبل سے لے کر ملتان تک کے علاقے کا دولت اسلامیہ میں شامل ہونا اور پھر تیسرے مرحلے میں گیارویں صدی عیسوی میں ترکوں کی آمد جیسے حالات و واقعات کو اجمالی طور پر ذکر کر کے محمد بن قاسم کی فتوحات پر سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ محمد بن قاسم سے پہلے سندھ کی اسلامی تاریخ پر عدم توجہ کی ایک وجہ اس دور سے متعلق مصادر اسلامیہ میں معلومات کی کمی اور دوسری وجہ سندھ اور ہند کو تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کیا جانا معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ اسلامی تاریخ کے مصادر میں قدیم سندھ کو "السند، بلاد السند، ثغر الہند" اور بسا اوقات "ہند" کے کلمے سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان اصطلاحات کو سامنے رکھتے ہوئے جغرافیائی اعتبار سے سندھ کی حدود کی وضاحت کریں، تاکہ سندھ کی اسلامی تاریخ کے اس پہلے مرحلے کے (جو کہ سندھ میں اسلام کی آمد کے سلسلے میں ایک کلیدی کردار رکھتا ہے) حالات و واقعات کی گہرائی تک رسائی حاصل ہو سکے۔ اس حوالے سے تاریخ سندھ پر اجمالی شکل میں کافی تحریریں موجود ہے مگر محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے کے دور پر مستقل کام کی کمی تاحال پائی جاتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

تاریخ سندھ: یہ کتاب سید سلیمان ندوی کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے سندھ کی اسلامی تاریخ کا اجمالی نقشہ بیان کیا ہے۔ "تاریخ سندھ" ہی کے نام سے ایک کتاب سید ابو ظفر ندوی کی تصنیف کی شکل میں بھی موجود ہے۔ جس کا منہج بھی مذکورہ بالا کتاب سے ملتا جلتا ہے۔

تاریخ سندھ: یہ کتاب اعجاز الحق قدوسی کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے قبل از اسلام رائے حکومت سے لے کر ۱۹۴۷ تک کی تاریخ کو بیان کیا ہے۔

تاریخ سندھ: یہ کتاب مولانا عبدالحلیم شرر کی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے سندھ کی تاریخی ابتداء سے لے کر محمد بن قاسم کے آخر زمانہ تک کے حالات اور فتوحات عرب کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

انگریزی کتب میں درج ذیل کتب اہمیت کی حامل ہیں:

1. Dr. Mumtaz Husain Pathan, *History of Sindh,* (Hyderabad: Sindhi Adabi Board).
2. Dr. John Jehangir Bede, *The Arabs in Sind (712-1026),* (Karachi: Endowment Fund Trust For Preservation of the Heritage of Sindh).

منہج تحقیق:

ذیل میں محمد بن قاسم کی سندھ میں آمد سے پہلے عرب اور سندھ کے تعلقات اور اسلامی فتوحات کی بنیاد پر تاریخ سندھ

کے اس پہلے مرحلے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے، جس کے لئے تاریخ اسلامی کے بنیادی ماخذ کی طرف مراجعت کے ساتھ ساتھ موضوع سے متعلق ہم عصر تصنیفات و تحقیقات کا جائزہ لے کر محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے سندھ کی اسلامی تاریخ کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

سندھ کا جغرافیہ:

تاریخ اسلامی کے مصادر میں السند یا ثغر الہند کے نام سے ذکر کئے جانے والے علاقے سے موجودہ پاکستان کے صوبہ پنجاب اور خیبر پختون خواہ کو ملانی والی حدود کا علاقہ، صوبہ بلوچستان اور سندھ سمیت بسا اوقات بھارتی گجرات کا کچھ علاقہ بھی مراد لیا جاتا تھا۔[1] جس کی وضاحت کے لئے اگر قدیم سندھ کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل علاقے میں موجود سیاسی طاقتوں کے اکثر بدلتے رہنے کی وجہ سے مصادر اسلامیہ میں سندھ کا حدود اربع بھی مختلف ذکر کیا گیا ہے۔ فتح السند یعنی چچ نامہ کے مطابق رائے خاندان کے حکمران سہرس دوم کے دور حکومت یعنی ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں سندھ کی حدود کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے: "مشرق میں کشمیر، مغرب میں مکران، جنوب میں بحر ہند، شمال میں کردان و کیکانان (قیقان)[2] کے پہاڑوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔[3]

محتملاً حدود کی یہی تقسیم رائے خاندان کے بعد اقتدار میں آنے والے برہمن خاندان کے سربراہ حکمران چچ بن سیلائج (آٹھویں صدی عیسوی) کے دور حکومت میں بھی قائم رہی۔[4] دسویں صدی عیسوی کے ایک عربی مورخ اور جغرافیہ دان ابن حوقل، جس نے سندھ کا پہلا نقشہ ہم تک پہنچایا، کے مطابق سندھ کو چار انتظامی علاقوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ پہلا منصورہ،[5] دوسرا ملتان، تیسرا ویھند[6] اور چوتھا بودھیہ[7]۔[8] اسی طرح مقدسی کے مطابق بھی سندھ کا علاقہ مکران، طوران، منصورہ، ویھند اور ملتان کے صوبوں پر مشتمل تھا۔[9] تحفۃ الکرام کے مطابق چچ کا اقتدار میں آنا اور ملکی نظام سنبھالنا ہجرت النبی ﷺ کے پہلے سال کے قریب ہوا۔[10]

سندھ اور عرب کے تعلقات:

یہ بات معلوم ہے کہ عرب لوگ اسلام سے قبل بھی سمندر کے راستے افریقہ، ہندوستان اور چین کی طرف اپنے تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔ عرب تجار شام اور مصر سے بحری جہازوں میں اپنا تجارتی سامان لاد کر حجاز کے خطے میں بحر احمر کے ساحل سے ہوتے ہوئے یمن پہنچا کرتے تھے۔ ان جہازوں میں سے کچھ ملک حبشہ اور افریقہ کی راہ اختیار کرتے جبکہ بعض عمان، عراق اور خلیج فارس کی بندرگاہوں سے ہوتے ہوئے موجودہ بلوچستان، سندھ اور جنوبی ہند کی بندرگاہوں کا رخ کرتے اور پھر اسی سفر کو آگے بڑھاتے ہوئے (سیلان) سری لنکا، خلیج بنگال سے ہوتے ہوئے چین تک جایا کرتے تھے۔[11] جغرافیائی اعتبار سے سندھ کے قریب ترین عرب علاقے عمان، بحرین اور یمن واقع ہیں۔ خیبر کی فتح (۶۲۸ء/۷ھ) کے بعد، عمان کے حاکم جیفر بن الجلندی اور اس کے بھائی عبد بن الجلندی کے قبول اسلام کے ساتھ ہی اس خطے میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔ جیفر نے عمان میں مرزبان اور اساورہ قبیلے کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تاہم انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لڑائی کا فیصلہ کر لیا۔ جس کے نتیجے میں ازد قبیلے نے مل کر مرزبان اور اساورہ کے خلاف لڑائی لڑ کر انہیں شکست سے دوچار کر کے صلح کا معاہدہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ بعد میں یہ لوگ علاقہ چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو گئے۔[12]

عرب مسلمانوں کے خلیج عمان کے مشرق میں واقع سندھ کے علاقے میں آنے سے پہلے عمان میں زط (جاٹ)،

میڈ (مید) اور سیابجہ جیسے قبائل کے منسوب سندھی لوگ بھی رہتے تھے۔ جاٹ لوگ سیاہی مائل گندمی رنگ کے سندھ سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔"زطیہ" نام سے مشہور ایک لباس بھی انہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔[13] مشہور مؤرخ اور جغرافیادان اصطخری منصورہ سے ملتان تک کے علاقے کو جاٹوں کا علاقہ بتاتے ہیں۔[14] اس کے علاوہ بھی بہت سے شواہد ایسے ملتے ہیں جو سندھ کے جاٹوں اور عربوں کے قدیم تعلقات کی نشاندہی کرتے ہیں، مثلاً معراج سے متعلق بیان کی جانے والی روایتوں سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی معراج کے موقع پر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی تو صحابہ کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ ظاہری مشابہت میں جاٹوں کی طرح لگتے تھے۔[15]

اس سے ایک تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تجارتی اسفار میں یا کہیں اور جاٹ لوگوں سے مل چکے ہوں گے اور ان کے خدو خال کو جانتے تھے۔ دوسرا یہ کہ اہل مکہ بھی جاٹ لوگوں سے متعارف ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ان کی تشبیہ دے کر سمجھایا۔ اسی طرح جب حضرت عائشہؓ ایک مرتبہ بیمار ہوئیں تو ان کے اقربا نے ایک زط طبیب سے ان کی بیماری کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر زط طبیب نے بتایا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔[16] عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جاٹوں سے ملتے جلتے کچھ لوگوں کو دیکھا۔[17] اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں مرتدین سے جنگ کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یمامہ کی طرف بھیجا گیا تو ہاتھ لگنے والی مال غنیمت میں سندھی عورت بھی شامل تھیں۔ جو بعد میں حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہؒ کی والدہ ہوئیں۔[18]

درج بالا چند مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فتوحات کے ذریعے سندھ کے خطے میں اسلام پہنچنے سے پہلے یہاں کے لوگ اپنی معاشرتی زندگی کا پہیہ چلانے کے لئے اور اس دور کے حالات کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے تجارت یا کام کی غرض سے مختلف ممالک جیسے شام، بصرہ اور جزیرۃ العرب کا رخ کیا کرتے تھے۔ جس میں نہ صرف عام لوگ بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل تھے۔ دوسرے الفاظ میں سندھ کے لوگوں کا ان علاقوں میں پائے جانے کے دو اہم اسباب ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک تجارت یا کام کی غرض سے اور دوسرا جغرافیائی حدود کا قریب ہونا۔ لہٰذا، یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سندھ کے باسیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پہلے سے کچھ نہ کچھ معلومات کا علم ہو چکا ہوگا۔ اس کے علاوہ ساسانی سلطنت کی فوج میں گھڑ سوار سپاہیوں کا ایک دستہ ہوتا تھا جن کو اساورہ کہا جاتا تھا، جس میں زیادہ تر جاٹ، سیابجہ اور اندگار جیسے سندھی قبیلوں کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ جب یہ لوگ اسلام قبول کرکے آئے تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان کو بصرہ میں آباد کیا۔[19]

الغرض اسلام سے قبل عربوں کے تجارتی اسفار کی بدولت اہل سندھ کے ساتھ قائم ہونے والے اقتصادی تعلقات ہوں یا ان کی جغرافیائی اعتبار سے عربوں کی ہمسائیگی یا پھر دینی لحاظ سے مماثلت، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ زمانہ قدیم سے عربوں اور سندھیوں کے آپس میں گہرے تعلقات قائم رہے ہیں۔ جس کی بنا پر یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام کے ظہور کے بعد سندھ کی طرف اس کے پھیلاؤ کے لئے کسی حد تک راہ ہموار ہونے کے اسباب میسر تھے۔

حضرت عمرؓ کا دور خلافت اور وادی سندھ: (۱۳-۲۳ھ/ ۶۳۴-۶۴۴ء)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سندھ کی طرف پہلی عسکری پیش قدمی کا ذکر کرنے سے پہلے رسالت مآب ﷺ کے زمانے میں صحابہ کے ایک وفد کی سندھ میں آمد سے متعلق بیان کی جانے والی روایت پر بات کرنا مناسب ہوگا۔

روایت کے مطابق: رسول اللہ ﷺ نے پانچ صحابہ کو ایک دعوتی خط دے کر اہل سندھ کی طرف بھیجا، یہ وفد جب

سندھ میں نیران کے علاقے میں پہنچا تو (ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں) وہاں کے رہنے والے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا، تب ان میں سے دو صحابی واپس آئے اور تین نے وہیں رہائش اختیار کی۔ ان صحابہ کرامؓ کی بدولت سندھ کی عوام نے اسلام بھی قبول کیا اور اس دین کو بھی سیکھا۔ اس کے بعد جب یہ لوگ سندھ کے خطے میں وفات پاگئے تو ان کو اسی علاقے میں دفن بھی کیا گیا۔[20]

تاہم ہمیں سیرت اور اسلامی تاریخ کے ابتدائی مصادر کو پرکھنے پر ایسی کوئی روایت نہیں مل سکی۔ لہٰذا اس روایت کو بغیر شواہد کے قبول کرنا درست نہ ہوگا۔ ہماری رائے میں، اس قسم کی روایات اور حکایات کا وقت کے ساتھ ساتھ معاشرے میں پھیل جانا "من باب الفضیلۃ" قبول کیا جاسکتا ہے۔ سندھ کی تاریخ کے حوالے سے بھی مذکورہ روایت زباں زدِ عام ہوگئی ہوگی اور اسی وجہ سے پاکستان میں بعض واعظ اور مبلغین بھی اپنی تقریروں میں اس روایت کو بیان کرتے ہیں۔

ایک طرف اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سندھ کی طرف نہ کوئی وفد آیا اور نہ ہی کوئی دعوتی خط بھیجا گیا تو دوسری طرف ہمیں یہ روایت ملتی ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ہند میں شہید ہونے والوں کو سب سے افضل شہید اور غازی ہو کر لوٹنے والوں کو جہنم کی آگ سے نجات کی خوشخبری سنائی تو ابو ھریرہؓ فرمانے لگے کہ: "اگر وہ دن میری زندگی میں آیا تو اپنی جان و مال قربان کردوں گا۔ اگر میں شہید ہو گیا تو سب سے افضل شہیدوں میں سے ہوں گا اور اگر لوٹ آیا تو جہنم سے نجات پاچکا ابو ھریرہؓ ہوں گا"۔[21] یہ امر یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی ان بشارتوں کے نائل ہونے کی آرزو نے صحابہؓ کرام کو مشرقی حدود کی طرف جہادی اور تبلیغی سرگرمیوں کو شروع کرنے کا شوق دلایا ہوگا۔ انہیں سرگرمیوں کے نتیجے میں جہاں ایک طرف فارس کے علاقے میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا تو دوسری طرف حضرت عمرؓ نے خلیج عرب میں تجارتی سفر کرنے والی کشتیوں پر نظر رکھنے کے لئے اور علاقے کے نظم و ضبط کو سنبھالنے کے لیے عثمان بن ابی العاصؓ کو عمان اور بحرین کا والی مقرر کیا۔[22] عثمان بن ابی العاصؓ نے ۶۳۶ء / ۱۵ھ میں یہ عہدہ سنبھالنے کے بعد اپنے بھائی الحکم بن ابی العاصؓ کو بحرین کی ذمہ داری سونپی اور خود عمان آکر ایک بحری بیڑہ تیار کر کے تھانہ[23] (ممبئی کے قریب ایک بندرگاہ) پر حملہ کر دیا۔ دوسری طرف اپنے ایک بھائی الحکمؓ کو بروص اور دوسرے بھائی مغیرہؓ کو سندھ کی بندرگاہ دیبل کی طرف جانے کا حکم دیا۔ دیبل کے ساحل پر مغیرہؓ کی مقامی ساحلی دستے کے ساتھ جھڑپ ہوئی، دشمن کو شکست دے کر مغیرہؓ کامیابی کے ساتھ لوٹ آئے۔ جب یہ مہم مکمل ہو گئی تو عثمان بن ابی العاصؓ نے حضرت عمرؓ کو اس کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس پر نہ صرف ناگواری کا اظہار کیا بلکہ عثمان بن ابی العاصؓ کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچتا تو اس کو میں تمہارے قبیلے سے ہی پورا کرتا۔[24]

فتح السند (چچ نامہ) کے مطابق بھی سندھ کی طرف مسلمانوں کی پہلی فوج کشی ۶۳۶ء / ۱۵ھ میں عثمان بن ابی العاصؓ کی طرف سے اپنے بھائی مغیرہ بن ابی العاصؓ کو بحری بیڑے کا سربراہ بنا کر دیبل کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ اس وقت سندھ کا حاکم چچ بن سیلائج تھا جو اپنے دورِ حکومت کے ۳۵ سال گزار چکا تھا جبکہ دیبل پر سامہ بن دیوائج نام کے ایک سردار کی حکمرانی تھی۔ اس جنگ میں شریک بنو ثقیف کے ایک شخص نے بتایا کہ جب دونوں گروہ آپس میں لڑے تو مغیرہؓ "بسم اللہ و فی سبیل اللہ" کہتے ہوئے جنگ میں کود پڑے اور شہید ہو گئے۔[25]

یہاں اس نکتے کو بیان کرنا ضروری ہے کہ فتح السند میں مغیرہؓ کی شہادت کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ بلاذری ان کے کامیابی کے

ساتھ لوٹ آنے کا ذکر کرتے ہیں۔ بلاذری کی نقل کردہ معلومات زیادہ قرین قیاس اور مقبول ہیں کیونکہ اس واقعہ کے بعد بھی مغیرہؓ کا فارس کے علاقے میں جنگوں میں حصہ لینے اور بصرہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہنے کا تذکرہ ملتا ہے۔[26] فتح السند میں ذکر کی جانے والی اسی روایت کے بقیہ حصہ میں والی عراق ابو موسی اشعریؓ کی طرف سے مکران اور کرمان کے حالات کی جانچ پڑتال کے لئے ربیع بن زیاد الحارثیؓ کو بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف عثمان ابن ابی العاصؓ کا ہند اور سندھ کے حکمرانوں کے ساتھ تلخ تجربے کی روداد بھی ابو موسیؓ تک پہنچا دی گئی تھی۔ ابو موسیؓ نے جب یہ تفصیلات حضرت عمرؓ تک پہنچائیں تو انہوں نے غزوہ ہند سے منع کر دیا۔[27]

ہماری رائے میں بعض محققین کو ان حالات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے فتح السند میں بیان کی جانے والی روایت کو دلیل بناتے ہوئے یہ رائے قائم کی کہ ایک لمبے عرصے تک دوبارہ یہاں کوئی عسکری پیش قدمی نہیں کی۔[28] حالانکہ عثمان بن ابی العاصؓ کی سربراہی میں لڑی جانے والی تھانہ، بروص (بھڑوچ) اور دیبل کی عسکری مہمات ۶۳۶ء / ۱۵ھ میں ہوئیں اور اس کے صرف دو سال بعد سندھ کے حالات کا جائزہ لینے اور معلومات اکٹھی کرنے کے لئے ۶۳۸ء / ۱۷ھ میں عسکری پیش قدمی کی گئی۔ جس کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ ۶۳۸ء / ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے ساسانی حکومت کے خلاف "انسیاح" نام سے مشہور، بڑے پیمانے پر حملوں کی اجازت دے دی۔ جس میں آپؓ نے مختلف علاقوں کے مختلف علمبردار مقرر کیے۔ انہی میں حکم بن عمرو التغلبیؓ کو مکران کے لئے علمبردار مقرر کیا۔ حکم بن عمرو التغلبیؓ جب مکران پہنچے تو شہاب بن المخارق بن شہابؓ بھی ان کی مدد کے لئے مکران پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ سہیل بن عدیؓ اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ بھی رضاکارانہ طور پر ان کی مدد کے لئے پہنچ آئے۔ صحابہ کرامؓ کی سربراہی میں مسلمانوں کی اس جماعت نے مکران میں موجود ایک نہر کے قریب پڑاو ڈالا۔ اہل مکران بھی اپنے سردار راسل کی قیادت میں مقابلے کے لئے نکل پڑے، دونوں لشکروں کے درمیان کئی دنوں کی شدید معرکہ آرائی کے بعد مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دریائے سندھ تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ حکم بن عمرو التغلبیؓ نے فتح کی خبر اور مال غنیمت کا خمس صحار العبدیؓ کے ذریعے حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مکران کے بارے میں پوچھا، تو جواب میں صحار العبدیؓ نے کہا "اے امیر المومنین! وہاں کے میدان پتھریلے ہیں، پانی میلا ہے، کھجوریں نا قابل نوش ہیں، دشمن لڑاکا ہے، بھلائی کم اور شر زیادہ ہے، وہاں کثرت قلّت کی مانند ہے اور قلّت ضائع ہونے کے مترادف ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اور زیادہ برا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ تفصیلات سنی تو قسم اٹھائی کہ جب تک میری اطاعت کی جائے گی وہاں میرا کوئی لشکر عسکری کاروائی کے لئے نہیں جائے گا۔ اس کے بعد حکمؓ اور سہیلؓ کو خط کا جواب لکھ کر مکران سے آگے بڑھنے سے منع کر دیا۔[29]

بعض ہم عصر محققین و مؤرخین نے ان روایات سے طرح طرح کے معانی اور مختلف قسم کی آراء قائم کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ جو ہمارے نزدیک بعید از قیاس ہیں یا غلطی پر مبنی ہیں، مثلاً ترکی کے ایک محقق نے حضرت عمرؓ کے سندھ کے حالات جاننے کے بعد اس علاقے میں دوبارہ فوجی قوت نہ بھیجنے کی قسم اٹھانے کو اس علاقے میں بحری بیڑے کی شکل میں عسکری پیش قدمی کبھی نہ کرنے پر محمول کیا ہے[30] جبکہ صحار العبدیؓ کی بیان کردہ معلومات کو دیکھا جائے تو اس میں بحری فوج کشی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر عثمان بن ابی العاصؓ کی سندھ اور ہند کی طرف بحری کاروائیوں کو مد نظر رکھا جائے کہ جس کی اطلاع ملنے پر حضرت عمرؓ نے ناگواری کا اظہار تو کیا مگر بحری سفر نہ کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں لیا۔ اسی طرح بعض محققین نے حضرت عمرؓ کے اس

اظہار ناگواری اور غصے کا سبب آپؓ کے بحری سفر کا ڈر بتایا ہے۔[31] جس کی دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے علقمہ بن مجزز المدلجیؓ کو لشکر اسلام کی کافی بڑی تعداد دے کر بیں بحری جہازوں میں جہاد روم کے لئے روانہ کیا، مگر یہ جہاز طوفان کی نظر ہو گئے اور کوئی سپاہی زندہ نہ بچا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جس واقعہ سے استدلال لیا جارہا ہے ایک تو وہ روایت درست نہیں اس لئے کہ صحیح روایت کے مطابق یہ بحری مہم روم کی طرف نہیں بلکہ حبشہ کی طرف روانہ کی گئی تھی جس کے راستے میں ہی ساری فوج شہید ہو گئی۔ جس پر حضرت عمرؓ نے بحری مہمات نہ بھیجنے کی قسم اٹھائی اور دوسری بات یہ بھی پیش نظر رہے کہ یہ واقعہ ۲۰ ہجری میں پیش آیا، جو کہ واقعہ سندھ کی مہم جوئی سے بعد کا ہے لہٰذا یہ واقعہ مذکورہ بالا دعوے کی دلیل نہیں بن سکتا۔[32]

اس کے علاوہ عبدالحلیم شرر، عثمان بن ابی العاصؓ کی مہمات کے بارے کچھ اس طرح رقم طراز ہیں کہ: ان لوگوں نے سواحل سندھ پر پہونچتے ہی شہر تھانہ پر حملہ کیا۔ اور خوب لوٹ مار کر کے مال غنیمت سے لدے پھندے واپس آئے۔[33] ایک تو یہ بات کہ تھانہ کی بندرگاہ کو سواحل سندھ میں بتانا یہ درست نہیں، دوسرا یہ کہ صحابی رسول ﷺ کی قیادت میں ایک فوجی مہم کو لوٹ مار کر کے واپس آنے سے تعبیر ایک غیر معقول اور نامناسب تعبیر ہوگی۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلامی کے اولین مصادر میں جب ہم ان واقعات سے متعلق روایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو عثمان بن ابی العاصؓ کی طرف سے ہند اور سندھ کی طرف بھیجی جانے والی ان مہمات میں غنیمت کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ صرف دیبل کی طرف آنے والے مغیرہ بن ابی العاصؓ کے بارے میں بلاذری کے یہ الفاظ ملتے ہیں: "فلقي العدو فظفر" یعنی مغیرہؓ کا دشمن سے سامنا ہوا اور وہ کامیاب ہوئے۔

ہماری رائے کے مطابق ان مہمات کا اصل مقصد ہند اور سندھ کے ساحلی علاقوں کے حالات جاننا، ان کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں پر رہنے والے بحری قزاقوں کو ڈرانا، دھمکانا اور یہ بتانا مقصود تھا کہ اب اسلامی فوج کی تم تک رسائی ممکن ہے۔ یہ اس لئے ضروری تھا کہ ایک سال قبل یعنی ۶۳۵ء / ۱۴ھ کو مسلمانوں نے خلیج فارس کی مرکزی بندرگاہ "ابلہ" کو فتح کرلیا تھا۔[34] اس لیے اب خلیج فارس اور اس کے ملحقہ علاقوں سے گزرنے والے تجارتی بحری جہازوں کی حفاظت مسلمانوں پر عائد ہوتی تھی۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت کی اجازت کے بغیر یہ بحری مہم کیوں سرانجام دی گئی؟ تو ہو سکتا ہے کہ عثمان بن ابی العاصؓ نے، جو ایک تجربہ کار والی تھے، اس کام کو معمولی سمجھا ہوگا اور چونکہ ان مہمات کا اصل مقصد کوئی جنگ شروع کرنا نہیں تھا اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کو مشغول کرنا مناسب نہ سمجھا ہوگا۔ اور جب یہ مہم سرانجام پا گئی تو حضرت عمرؓ کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی۔ الغرض سندھ اور ہند کے ساحلوں پر پہلی مرتبہ لشکر اسلام کی طرف سے کی جانے والی ان بحری مہمات کا مقصد لوٹ مار کرنا ہرگز نہیں تھا اور نہ ہی ایسا تصور کرنا درست ہوگا۔

دوسری طرف اسلامی فتوحات کی بدولت ۶۳۸ء - ۶۳۹ء / ۱۷ھ - ۱۸ھ میں ہی مسلمان دریائے سندھ تک پہنچ کر مکران کو اپنا مرکز بنا چکے تھے۔ خلافت راشدہ کے سنہری دور کے ان ابتدائی سالوں میں صحابہ کرامؓ کی بابرکت شخصیات کی قیادت اور معیت میں اسلامی لشکر کا مکران کو فتح کرنا ایک غیر معمولی بات تھی۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں صحابہ کرامؓ دنیا کے جس کونے میں بھی گئے چاہے ان کا جانا تجارت کی غرض سے ہو چاہے جہاد کی غرض سے چاہے تبلیغ کی غرض سے اسلام کی دعوت بہر صورت وہاں پہنچی اور پھیلی۔ اگرچہ سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کی گرفت یہاں اتنی مضبوط نہ رہ سکی مگر اس کے باوجود مکران اور اہل مکران اسلام کی روحانیت سے محروم نہ رہے ہوں گے۔ مکران کی اس فتح کے بعد جب یہاں کے جغرافیائی حالات حضرت عمرؓ کو بتائے گئے تو انہوں نے امیر لشکر کو مزید آگے بڑھنے سے منع فرمادیا۔ جس کے بعد سندھ کی طرف حضرت عمرؓ کے

دور میں مزید کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔

حضرت عثمانؓ کا دور خلافت اور وادی سندھ: (۲۳ھ - ۳۵ھ/ ۶۴۴ء - ۶۵۶ء)

ہجرت کے تیئسویں سال بمطابق ۶۴۴ء میں حضرت عمرؓ کی شہادت واقع ہوئی۔ جس کے بعد حضرت عثمانؓ نے خلیفہ المسلمین کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی۔ زمانہ خلافت کے ابتدائی سالوں میں حضرت عثمانؓ سندھ کی طرف کچھ خاص توجہ نہ دے سکے۔ ۲۹ھ/۶۴۹ء میں جب ابو موسی اشعریؓ کو بصرہ کی ولایت سے معزول کرکے ان کی جگہ عبداللہ بن عامر بن کریزؓ کو بصرہ کا والی مقرر کیا گیا تو حضرت عثمانؓ نے ان کو سندھ کی جانب کسی کو بھیج کر وہاں کے حالات معلومات کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن کریزؓ نے اس کام کے لئے حکیم بن جبلہ العبدیؓ کی ذمہ داری لگائی۔ جب وہ لوٹ کر واپس آئے تو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے اس علاقے کے حالات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: "اے امیر المؤمنین میں پہلے سے اس علاقے کو جانتا تھا اور وہاں سے ہو کر آیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: تو کہو کیسا ہے وہ علاقہ؟ حکیم بن جبلہ العبدیؓ نے جواب دیا: وہاں کا پانی میلا ہے، پھل ردی ہے، چور ماہر ہے، اگر لشکر کم ہوا تو ہلاک ہو جائے گا اور اگر زیادہ ہوا تو بھوکوں مرے گا، یہ سن حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم خبر دینے والے ہو یا مسجع کلام پڑھنے والے۔ تو حکیم بن جبلہ العبدیؓ نے کہا: خبر دینے والا۔ اس کے بعد اس طرف کسی نے کوئی عسکری پیش قدمی نہیں کی"۔[35]

حضرت عثمانؓ نے بھی جب وہاں کے حالات کے بارے میں سنا تو مزید لشکر بھیجنے کے بجائے عبیداللہ بن معمر التیمیؓ کو علاقے کے ضبط و ربط کے لئے روانہ کیا۔ عبیداللہ بن معمر التیمیؓ علاقے میں پیش قدمی کرتے ہوئے سندھ نہر تک جا پہنچے۔[36] اس سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سندھ کا جو علاقہ فتح کیا گیا تھا وہ عدم توجہ کی بنا پر سیاسی اعتبار سے عدم استحکام کا شکار ہو گیا۔ جس پر حضرت عثمانؓ نے اس کا دوبارہ کنٹرول سنبھالنے کے لئے عبیداللہ بن معمرؓ کو وہاں معمور کیا۔ محتملا عبیداللہ نے علاقے میں موجود بغاوتوں کو رفع کرکے دریائے سندھ تک کے علاقے کو دوبارہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے دور میں سندھ کی طرف کوئی قابل ذکر پیش رفت نہ ہو سکی۔ سوائے اس کے کہ سندھ کی حدود میں شامل قندابیل[37] نام کے شہر میں مسلمانوں کی موجودگی کے شواہد ضرور ملتے ہیں۔ چنانچہ ابن سعد کی بیان کردہ روایت کے مطابق سہیہ بنت عمیر الشیبانیہ کہتی ہیں کہ قندابیل سے میرے خاوند صیفی بن قسیل کی وفات کی خبر آئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے العباس بن طریف سے شادی کر لی۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میرا پہلا خاوند صیفی بن قسیل لوٹ آیا۔ ہم اس معاملے کو لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے ہماری طرف دیکھا اور کہا میں اس حال میں کیسے تمہارے درمیان فیصلہ کروں؟ (غالباً گھر میں محاصرے کی حالت کی طرف اشارہ ہے) ہم نے کہا آپ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہو گا۔ حضرت عثمانؓ نے سہیہ کے پہلے خاوند کو مہر اور سہیہ دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حق دیا۔ تو اس نے مہر لینے کو ترجیح دی۔[38]

صیفی بن قسیل کی قندابیل میں موجودگی سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت عثمانؓ یا ان کے دور سے بھی پہلے موجودہ وسطی بلوچستان میں مسلمان آباد تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہونے والی فتوحات کے نتیجے میں یہاں آکر آباد ہوئے ہوں یا پھر کسی تجارتی سفر کی غرض سے یہاں آئے ہوں گے۔ حضرت عثمانؓ کی حکومت کے آخری چھ سال کافی حد تک سیاسی عدم استحکام کا شکار رہے۔ جس کے نتیجے میں باغیوں نے ۳۵ھ / ۶۵۶ء میں آپؓ کے گھر کا محاصرہ کرکے آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت علیؓ کا زمانہ خلافت اور وادی سندھ: (۳۵ھ - ۴۰ھ/ ۶۵۶ء - ۶۶۱ء)

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پیدا ہونے والے سیاسی بحران کے نتیجے میں سرپرستی اور سربراہی کا ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے ایسے مشکل حالات میں خلافت کی ذمہ داری سنبھالی کہ ایک طرف، باغی تو دوسری طرف وہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ چاہتے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے واقعہ جمل اور صفین جیسے غیر معمولی معاملات کا سامنا کرنا پڑا۔ان داخلی انتشارات کی وجہ سے خارجی سیاست کی طرف توجہ دینا حضرت علیؓ کے لئے بہت بڑا چیلنج تھا۔ مگر ان حالات کے باوجود حضرت علیؓ نے دار الحکومت کو مدینہ سے کوفہ منتقل کیا اور خارجی امور پر بھی احسن طریقے سے توجہ دی۔ ۳۸ھ/۶۵۹ء کے اواخر میں یا ۳۹ھ/۶۶۰ء کے شروع میں الحارث بن مرہ العبدی حضرت علیؓ سے اجازت لے کر رضاکارانہ طور پر سندھ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مہم میں انہیں دشمنوں کے خلاف کامیابی نصیب ہوئی، مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ جن میں سے ایک ہزار قیدیوں کو انہوں نے ایک دن میں تقسیم بھی کیا۔[39]

مشہور مؤرخ خلیفہ بن خیاط، حارث بن مرہ العبدی کی سندھ کی فتوحات میں ان کے مکران سے ہوتے ہوئے قندابیل اور پھر قیقان تک جا پہنچنے کو بیان کرتے ہیں۔[40] جبکہ فتح السند میں سندھ کی طرف جو عسکری مہم بھیجی گئی اس کی سربراہی ثاغر بن ذعر کے ہاتھ میں تھی، جن کو حضرت علیؓ نے خود یہ ذمہ داری سونپی تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق مسلمانوں کے اس لشکر میں الحارث بن مرہ العبدی نام کا ایک بہادر بھی موجود تھا۔ جس کے ماتحت ایک ہزار گھڑ سوار فوجی، اسلحہ سے لیس تین بہادر جوان جو ہر وقت اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ جب یہ لشکر جرار مکران پہنچا تو اس کی خبر اہل قیقان کو بھی ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں اہل کوہ پایہ اور اہل قیقان نے مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور قیقان کے علاقے میں مقاومت کے لئے جگہ کا انتخاب بھی کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۲ھ/۶۶۲ء کو پیش آیا۔ یہاں کے لوگ بہادر، لڑاکا اور جنگ کے ماہر تھے۔ کم و بیش بیس ہزار کا لشکر ان لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف تیار کیا۔ جب دونوں لشکر مقابلے کے لئے آمنے سامنے آئے تو قیقانی لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے کی کوشش کی تو جوابی کاروائی کرتے ہوئے مسلمانوں نے باآواز بلند اللہ اکبر کے نعرے لگائے جس سے وہاں کے پہاڑوں کے درمیان یہ صدا گونجنے لگی۔ نتیجتاً دشمن کے دلوں میں رعب طاری ہو گیا اور وہ مغلوب ہو گئے۔ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پس اس دن سے وہاں اللہ اکبر کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر آئی تو یہ لشکر قیقان سے واپس مکران آگیا۔ مکران پہنچ کر انہیں امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ کے خلیفہ ہونے کی خبر ملی۔[41] جبکہ بلاذری ۴۲ھ/۶۶۲ء میں اہل قیقان کی طرف سے کئے جانے والے حملے میں سوائے چند لوگوں کے الحارث بن مرہ العبدی اور اس کے سارے ساتھیوں کے شہید ہو جانے کی خبر دیتے ہیں۔[42]

حضرت علیؓ کے عہد میں پیش آنے والے واقعات سے متعلق ان روایات پر غور کیا جائے تو مجموعی طور پر سب مصادر میں الحارث بن مرہ العبدی سے متعلق بیان کردہ معلومات کم و بیش ایک جیسی ہیں کہ الحارث نے قدیم سندھ کے چند بڑے شہر جیسے مکران اور قندابیل (گنداوی) کو فتح کیا۔ جس کے نتیجے میں وہاں سے کافی مقدار میں غنیمت اور قیدی حاصل ہوئے۔ مگر قیقان (قلات) کے معرکے میں شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ کے شہید ہونے کے بعد، حضرت حسنؓ چھ مہینوں کی قلیل مدت کے لئے خلیفہ ہوئے۔ اس کے بعد اقتدار اموی خاندان کی طرف منتقل ہو گیا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ نے اس خاندان کے پہلے خلیفہ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری کا آغاز

کیا۔

اموی سلطنت اور وادی سندھ: امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ (۴۱ھ - ۶۰ھ/ ۶۶۱ء - ۶۸۰ء)

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ نے اسلامی دنیا کے سربراہ کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی۔ دارالحکومت کو شام منتقل کیا۔ اس عرصے میں، جب ریاست کے اندرونی انتشار میں کمی ہوئی تو فتوحات کی سرگرمیاں ایک بار پھر شروع ہوئیں۔ ۴۲ھ/۶۶۲ء میں الحارث بن مرہ العبدی کی قیقان کے علاقے میں شہادت کے بعد، ۴۴ھ/۶۶۴ء میں مہلب بن ابی صفرہ اس سرحد پر (سندھ) دوبارہ فتح کے جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے بڑھے، کابل اور ملتان کے مابین بنہ اور اہواز[43] کے علاقوں کو فتح کیا۔[44] اس کے بعد قیقان پر حملہ کیا جس میں مہلب کا سامنا ۱۸ ترک گھڑ سواروں سے بھی ہوا۔ جو سب کے سب لڑائی میں مارے گئے۔ غالباً مہلب بن ابی صفرہ پہلے عرب سردار تھے جو درہ خیبر سے سندھ کی حدود میں داخل ہوئے۔ موجودہ بنوں اور چھوٹا لاہور کو فتح کرتے ہوئے ملتان پہنچے اور وہاں سے قیقان یعنی قلات کا رخ کیا اور کامیابی سے ان مہمات کو پورا کرتے ہوئے لوٹ آئے۔[45]

مہلب بن ابی صفرہ کے بعد ۴۵ھ/۶۶۵ء میں عبد اللہ بن سوارؓ نے قیقان کا رخ کیا اور وہاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مال غنیمت اور قیقانی گھوڑے لے کر، اپنی جگہ حزاز بن کراز العبدی کو قیقان کا قائم مقام والی بنا کر دارالحکومت واپس آئے اور پھر اس کے بعد ۴۷ھ/۶۶۷ء میں دوبارہ قیقان گئے اس مرتبہ اہل قیقان نے دوبارہ حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ اسلامی لشکر کی اکثریت سمیت وہیں شہید ہو گئے۔[46]

جبکہ فتح السند کی روایت کے مطابق: "امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عبد اللہ بن سوارؓ کو ۴۰۰۰ ہزار فوجیوں کے ساتھ سندھ کی طرف بھیجا اور یہ نصیحت کی کہ سندھ کے علاقے میں کیکانان (قیقان) نامی ایک پہاڑ ہے، جہاں کے لوگ بڑے سخت جان ہیں اور وہاں کے گھوڑے جسامت میں بڑے ہیں۔ تم سے پہلے بھی وہاں سے کافی مقدار میں مال غنیمت پہنچا ہے۔ علاقے کے لوگ چالاک اور ضدی ہیں۔ مشکل وقت میں پہاڑوں میں پناہ لیتے ہیں اور دارالخلافہ سے جانے والے والیوں اور فاتحین کے خلاف سازشیں کرتے ہیں"۔ جب اسلامی لشکر قیقان پہنچا تو پہلے معرکہ میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور کافی مقدار میں مال غنیمت بھی ہاتھ لگا۔ مگر کچھ ہی دیر کے بعد اہل قیقان نے سنبھل کر دوبارہ حملہ کیا تو اسلامی لشکر کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔ مکران میں پہنچنے والے چند لوگوں کے علاوہ عبد اللہ بن سوار سمیت سب شہید ہو گئے۔[47]

مذکورہ بالا روایات کو سامنے رکھنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مکران، قندابیل اور قیقان کا علاقہ یعنی موجودہ بلوچستان کا کم و بیش پورا رقبہ حضرت علیؓ کے دور تک فتح ہو چکا تھا۔ مگر یکے بعد دیگرے اسلامی لشکروں کا یہاں آنا سیاسی طور پر مسلمانوں کے اقتدار کے عدم استحکام پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو اہل علاقہ کی بہادری، جنگی مہارت اور خارجی استیلاء کے خلاف سخت مقاومت کا بھی سامنا تھا۔ باوجود اس کے کہ ان علاقوں میں مسلمان عرصہ دراز سے موجود تھے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ قیقان کی پہلی فتح کے بعد وہاں پر اسلام کی صدائیں ہمیشہ بلند ہوتی رہیں۔

عبد اللہ بن سوار العبدیؒ کی شہادت کے بعد ۴۸ھ/۶۶۸ء میں امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ نے عراق کے والی زیاد بن ابو سفیان کو ایک خط لکھا اور کہا کہ کوئی ایسا آدمی ڈھونڈو جو حدود ہند کی طرف بھیجے جانے کے قابل ہو۔ زیاد بن ابو سفیان نے اس کام کے لئے سنان بن سلمہ الھذلیؓ کا انتخاب کیا اور اس علاقے کا والی بنا کر بھیجا۔[48] سنانؓ اسلامی فوج کو لے کر حدود ہند کو آئے اور

مکران کو فتح کرکے اس علاقے کو ترقی دے کر شہری علاقہ بنایا اور اس کے نظام کو درست کیا۔[49] مگر کچھ ہی عرصہ بعد زیاد نے سنانؓ کو معزول کرکے ان کی جگہ راشد بن عمرو الجدیدیؓ کو سندھ کا والی مقرر کیا۔ راشدؓ نے قیقان کی طرف پیش قدمی کی اور مظفر ہو کر غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد سندھ کے اندر مزید علاقوں کی طرف بھی پیش قدمی کی، حتی کہ ہند کے بعض علاقوں کو بھی فتح کیا۔ یعقوبی کے بیان کے مطابق ان دنوں میں ہند شان و شوکت کے اعتبار سے سندھ سے کمتر تھا۔[50] مگر کچھ ہی عرصہ بعد سن پچاس ہجری میں [51] راشدؓ وہاں شہید ہوگئے[52] اور سنانؓ کو دوبارہ سندھ کا والی مقرر کیا گیا۔ فتح السند کے مطابق سنانؓ جب دوبارہ اسلامی لشکر کی سربراہی کرتے ہوئے مکران کی طرف روانہ ہوئے تو خواب میں آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا: "کہ اے لڑکے بیشک تو اپنی بہادری کے امتحان کے لئے جارہا ہے، آج کا دن تمہارا دن ہے، عنقریب تمہارے ذریعے اس علاقے کے حالات درست ہوں گے"۔ اس کے بعد سنانؓ حدود ہند کی طرف بڑھے، بہت سے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے کیکانان (قیقان) پہنچے۔ راستے میں جس بھی علاقے سے گزرتے وہاں سنن اسلامیہ کی تطبیق کرتے ہوئے جاتے، یہاں تک کہ بودھیہ کے مقام تک پہنچے۔ مگر وہاں دشمن کے اچانک حملے میں شہید ہوگئے۔[53]

سنان بن سلمہ المحبق الھذلیؓ کی شہادت سے متعلق فتح السند میں بیان کی جانے والی یہ روایت تاریخ اسلامی کے اولین مصادر کی معلومات کے مخالف نظر آتی ہے۔ کتب تراجم صحابہ میں سنانؓ کی وفات حجاج بن یوسف کے دور کے آخری حصے میں بتائی جاتی ہے یا پھر ایک روایت کے مطابق ۹۰ھ/۷۰۸ء کے قرب وجوار بیان کی جاتی ہے۔[54]

مذکورہ بالا بیانات کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے ۵۰ھ میں راشد بن عمرو الجدیدیؓ کی سندھ میں شہادت کے بعد سنان بن سلمہ المحبق الھذلیؓ کو دوبارہ حدود ہند (یعنی سندھ) کا والی مقرر کیا گیا۔ بلاذری کے مطابق سنانؓ کا یہ دور دو سال کے دورانیہ پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد عباد بن زیاد کا حدود ہند کی طرف لشکر کشی کرنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔[55] مگر جب ہم ان کے ورود کے علاقوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی علاقہ حدود ہند یعنی سندھ میں شامل معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے بعد المنذر بن الجارود العبدیؓ سندھ کے والی بنتے ہیں۔ ابن سعد اور خلیفہ بن خیاط، عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے المنذرؓ کو حدود ہند کا والی مقرر کئے جانے اور ۶۲ھ/۶۸۱ء میں ان کی وفات کا ذکر کرتے ہیں[56] جبکہ بلاذری، المنذرؓ کی حدود ہند کی طرف تقرری زیاد بن ابوسفیان کی طرف سے کئے جانے کو بیان کرتے ہیں۔[57]

غور کیا جائے تو خلافت راشدہ کے بعد کے دور میں حدود ہند یعنی سندھ کی طرف بھیجے جانے والے والیوں کی تاریخ تقرری اور تاریخ وفات کے بارے میں مصادر میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے واقعات کا صحیح ارتباط قائم کرنا مشکل ہے۔ مگر سندھ کے گورنروں کی ترتیب تقرری کے حوالے سے تقریبا تمام مصادر کا کسی حد تک اتفاق دیکھنے کو ملتا ہے۔ بلاذری عباد بن زیاد کو سندھ کے والیوں میں شمار نہ کرتے ہوئے سنانؓ کے بعد المنذر بن الجارودؓ کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۰ھ/۶۷۹ء میں امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کی وفات کے بعد مسلمانوں کا طرز حکومت خلافت سے سلطنت میں تبدیل ہو گیا۔ یزید بن معاویہ کے دور میں عراق کے گورنر عبیداللہ بن زیاد نے المنذر بن الجارودؓ کو سندھ کے گورنر کی حیثیت سے بھیجا تو سنانؓ کے فتح کردہ علاقے میں شورش برپا ہو چکی تھی۔ المنذرؓ نے دوبارہ بوقان اور قیقان پر حملہ کرکے علاقے کو فتح کیا۔ اس فتح کے بعد المنذر نے قرب وجوار کے علاقوں میں بھی عسکری مہمات روانہ کیں۔ جس کے نتیجے میں قصدار (خضدار) اور اس کے ارد گرد کو بھی فتح کر لیا۔ ان تمام کاروائیوں میں کامیابی کے نتیجے میں کافی مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ جس کے بعد غالباً

۶۱ھ/۶۸۰ء[58] یا بعض مصادر کے مطابق ۶۲ھ/۶۸۱ء[59] میں المنذرؒ سندھ کے علاقے میں ہی وفات پا گئے۔[60]

فتح السند میں ذکر کی جانے والی روایت کے مطابق المنذرؒ کی تقرری خلیفہ[61] کی طرف سے ہوئی، المنذرؒ جب حدود ہند کی طرف روانہ ہوئے اور تورانی[62] نام کے علاقے میں پہنچے تو بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں ان کی وفات ہوئی۔[63] ان کی وفات کی خبر سنتے ہی ان کا بیٹا الحکم بن المنذر ان کی جگہ سندھ کی فتوحات کو لے کر آگے بڑھا اور قندابیل پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ جبکہ خلیفہ بن خیاط کے مطابق الحکم بن المنذر کے بعد عراق کے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے ایک بار پھر سنانؓ کو انہی حدود کی طرف بھیجا۔ جنہوں نے آکر الموقان نامی جگہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد یزید نے حدود ہند کی طرف عبدالرحمٰن بن یزید الھلالی کو بھیجا۔[64] المنذر بن الجارود کے بعد اس کے بیٹے الحکم پھر سنانؓ اور عبدالرحمٰن کی تقرریوں کے حوالے سے درج بالا معلومات کو صرف خلیفہ بن خیاط نقل کرتے ہیں۔

یزید کے مرنے کے بعد معاویہ بن یزید اقتدار میں آیا مگر کچھ ہی عرصے کے بعد اس نے اقتدار سے استعفیٰ دے دیا اور اس بات کا اختیار لوگوں پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنے لئے نئے لیڈر کا انتخاب خود کریں۔ ۶۴ھ/۶۸۳ء میں لوگوں کو عبداللہ بن زبیرؓ کی قیادت میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقع مل گیا۔ مگر ٹھیک اسی دوران مروان بن حکم نے دمشق میں خود کو خلیفہ قرار دے دیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمان پھر دو حصوں میں بٹ کر رہ گئے۔ اس عرصے کے دوران سندھ کے علاقے میں کسی قسم کی سرگرمی کے بارے میں مصادر کوئی معلومات فراہم نہیں کرتے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی اقتدار کی تقسیم اور آپس کی چپقلش نے مشرقی حدود کی طرف مسلمانوں کی توجہ نہ ہونے دی۔

۶۵ھ/۶۸۴ء میں جب عبدالملک بن مروان، اموی سلطنت کے تخت پر بیٹھا تو اس نے حجاج بن یوسف کو عراق، سندھ اور ہند کا گورنر مقرر کیا۔ غالباً اسی دور میں مکران کے علاقے خاشک میں ایک مسجد کی تعمیر کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ جس کا تذکرہ یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں کچھ اس طرح کیا ہے کہ: " خاشک، مکران کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ وہاں ایک مسجد ہے جس کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد عبداللہ بن عمرؓ کی طرف سے بنائی گئی ہے"۔[65] عبداللہ بن عمرؓ کی وفات ۷۳ھ/۶۹۳ء میں ہوئی۔ ان کے یہاں آنے یا نہ آنے کے حوالے سے کوئی واضح دلیل نہیں ملتی مگر اس دور سے پہلے خاشک نام کے شہر میں مسجد کا پایا جانا بالکل آشکار ہے۔ جس سے یہاں مسلمانوں کی آبادی کی دلیل بھی لی جاسکتی ہے۔ حجاج نے غالباً ۷۵ھ/۶۹۴ء کو مشرقی حدود یعنی مکران اور سندھ کی طرف سعید بن اسلم الکلابی کو والی کی حیثیت سے روانہ کیا۔ سعید جب مکران پہنچے تو وہاں پہلے سے موجود علافیوں[66] میں سے محمد اور معاویہ نے سعید کو قتل کر کے مکران پر قبضہ کر لیا۔[67] یہ اور اس کے بعد والے واقعات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان واقعات کا محمد بن قاسم کی سندھ کی طرف پیش قدمی سے گہرا تعلق ہے۔ جس کی تحقیق و تنقیح کے لئے مستقل بحث کی ضرورت ہے۔

نتائج:

مذکورہ بالا بیانات، واقعات اور حالات کو سامنے رکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ:

1. تاریخ اسلامی کے بنیادی مصادر میں السند، بلاد السند، ثغر الہند جیسی تعبیرات سے موجودہ پاکستان کا اکثر و بیشتر علاقہ مراد لیا جائے گا۔ جس کی طرف جغرافیائی معلومات بھی اشارہ کرتی ہیں۔
2. سندھ میں اسلامی فتوحات کے آغاز سے لے کر فاتح سندھ کی آمد تک اسلامی حکومت کی طرف سے کی جانے والی

عسکری پیش قدمیوں میں کم وبیش بارہ (۱۲) صحابہ کرامؓ کی شرکت نے سندھ میں اسلام کے پھیلاؤکے حوالے سے کلیدی کردار ادا کیا۔

3. محمد بن قاسم سے قبل سندھ کے علاقے میں مسلمانوں کو مکمل طور پر سیاسی استحکام حاصل نہ ہونے کے باوجود اسلام کی صدائیں آغاز فتوحات سے ہمیشہ بلند ہوتی رہی ہیں۔ قیقان (قلات) کے علاقے میں تکبیرات کا بلند ہونا اور مکران کے خاشک نامی شہر میں مسجد کا قیام اس کی واضح دلیلیں ہیں۔

4. محمد بن قاسم سے پہلے سندھ میں مسلمانوں کا سیاسی عدم استحکام، اہل سندھ کی بہادری اور جنگی مہارت کے ساتھ ساتھ علاقے کی جفاکشی اور مسلمانوں کی مرکزی حکومت میں پائے جانے والے داخلی انتشارات کی وجہ سے حکومت کی عدم توجہ جیسے اسباب، کی وجہ سے تھا۔

5. حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں شروع ہونے والی مسلمانوں کی محنت جو کم و بیش ستتر سال تک جاری رہی، محمد بن قاسم کی سندھ کی فتوحات اور اسلامائیزیشن کے لئے سنگ میل ثابت ہوئی۔

6. محمد بن قاسم کی قیادت میں سندھ پر کی جانے والی مہمات کے اسباب، اہداف اور نتائج پراب بھی مستقل بحث کرنے کی ضرورت ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] Lambrıck, Hugh Trevor, *History of Sind, Sindh Before the Muslim Conquest*, (Pakistan: Sindhi Adabi Board, 2nd Edition, 1996), pp: 46-47.

[2] محققین اور مؤرخین "قیقان" کی تعیین کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ علاقہ موجودہ بلوچستان کے شہر قلات کی جگہ پر واقع تھا۔ جبکہ "کردان" سے متعلق کوئی تفصیل سامنے نہیں آتی۔ دیکھیے: قاضی اطہر مبارکپوری، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، طبع اول، ندوۃ المصنّفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی، ۱۹۶۷ء، ص: ۱۳۰۔ یاقوت الحموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر بیروت، طبع دوم، ۱۹۹۵ء، ۴: ۴۲۳

Mubārakpūrī, Qāzī A□har, *Hindustān me 'Arboon ki □akūmatayn*, (Delhi: Nadwah al Muṣannifīn, 1967), p: 130. Yāqūt al Ḥamwī, *Mu'jam al Buldān*, (Beurit: Dār Ṣadir, 2nd Edition, 1995), 4: 423

[3] کوفی، علی بن حامد، فتح السند "چچ نامہ"، ت: د۔ سہیل ذکار، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۵، نیز دیکھیں:
Lambrik, *History of Sind,* p: 136. Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Fatḥ al Sindh (Chach Nāmah),* (Beirut: Dār al Fikr lil Ṭaba'ah wal Nashr, 1st Edition, 1992), p: 15

[4] علی کوفی، فتح السند، ص: ۳۶-۴۱, ۴۶-۵۱

Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Fatḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 36-41,46-51

[5] منصورہ: اسلامی دور میں اس شہر کا نام تھا جس کو برہمن آباد کے طور پر آج بھی جانا جاتا ہے۔ موجودہ صوبہ سندھ کے ضلع سانگھڑ میں شہدادپور شہر کے جنوب مشرق میں ۱۸ کلومیٹر کی مسافت پر برہمن آباد کے نام ہی سے موجود ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیں:

Rashid, Nargis. "Al Mansurah: The Lost City", *Journal of the Pakistan Historical Society, Karachi, Vol. 46, Issue: 4, (Oct 1, 1998), p: 61*

[6] البیرونی کے مطابق ویھند قندھار کا ایک قصبہ ہے جو سندھ کے مغرب میں واقع ہے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ عام طور پر ویھند کو سندھ سے الگ اور ھندوستان میں شمار کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں یہ سندھ ہی میں شامل تھا۔ البیرونی تحقیق ما للھند، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ص: ۱۴۶۔ سید سلمان ندوی، تاریخ سندھ، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی، طبع اول، ۱۹۹۵ء، ص: ۲۴۱۔
Al Bayrūnī, *Taḥqīq mā lil Hind*, (Beirut: 'Ālam al Kutub, 1403), p: 146. Syed Salmān Nadvī, *Tārīkh e Sindh*, (Karachi: Dār al Ishā'at, 1st Edition, 1995), p: 241

[7] دھیہ یا بدھ: اصطخری کے مطابق یہ خطہ طوران، ملتان، منصورہ اور مکران کی سرحدوں سے متصل ہے اور یہ دریائے سندھ کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ جبکہ سید سلمان ندوی کہتے ہیں کہ بدھ (بودھیہ) کا علاقہ منصورہ سے سندھ کی مغربی طرف واقع ہے۔ دیکھیئے: اصطخری، ابراہیم بن محمد، المسالک والممالک، دار صادر بیروت، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۷۶۔ ندوی، تاریخ سندھ، ص: ۲۳۰
Al Iṣṭakhrī, Ibrāhīm bin Muḥammad, *Al Masālik wal Mamālik,* (Beurit: Dār Ṣadir, 2004), p: 176. Syed Salmān Nadvī, *Tārīkh e Sindh*, p: 230

[8] ابن حوقل، محمد بن علی البغدادی، صورۃ الارض، دار صادر، بیروت، ۱۹۳۸ء، ص: ۳۱۷
Ibn Ḥawqal, Muḥammad bin 'Alī, *Ṣūratul Arḍ*, (Beurit: Dār Ṣadir, 1938), p: 317

[9] مقدسی، محمد بن احمد، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۳ء، ص: ۳۴۴۔ نیز دیکھیں:
Cunningham, Alexander, *The Ancient Geography of India I*, (London: Turibner and Co., 1871), p: 248-249. Al Maqdasī, Muḥammad bin Aḥmad, *Aḥsan al Taqāsīm fī Ma'rifah al Aqālīm*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2003), p: 344

[10] ٹھٹھوی، میر علی شیر قانع، تحفۃ الکرام، مترجم: اختر رضوی، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۹
Thathvī, Mīr 'Alī Shyr Qāni', *Tuḥfah al Kirām*, Translated by Akhtar Rizvī, (Jāmshoro: Sindhī A'dbī Board, 2006), p: 19

[11] ندوی، سید سلیمان، عرب وہند کے تعلقات، دار المصنفین اعظم گڑھ، انڈیا، ۲۰۱۰ء، ص: ۵، ۶
Syed Salmān Nadvī, *'Arab o Hind k Ta'alluqāt*, (A'ẓamgarh: Dār ul Muṣannifīn, 2010), pp: 5, 6

[12] صحاری، سلمہ بن مسلم، الانساب، ت: محمد احسان الناس، طبع چہارم، ۲۰۰۶ء، ۲: ۷۶۴، ۷۶۵
Al Ṣaḥārī, Salmah bin Muslim, *Al Ansāb*, (4th Edition, 2006), 2: 764, 765

[13] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، طبع سوم، ۱۹۹۳ء، ۷: ۳۰۸
Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, *Lisān al 'Arab*, (Beurit: Dār Ṣadir , 3rd Edition, 1993), 7: 308

[14] اصطخری، ، المسالک والممالک، ص: ۳۵
Al Iṣṭakhrī, Ibrāhīm bin Muḥammad, *Al Masālik wal Mamālik*, p: 35

[15] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ت، حمدی عبد المجید سلفی، طبع دوم، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، ۱۹۹۴ء، حدیث رقم: ۱۱۰۵۷
Al Ṭabarānī, Sulaymān bin Aḥmad, *Al Mu'jam al Kabīr*, (Cairo: Maktabah Ibn Taymiyyah, 1994), Ḥadīth # 11057

[16] بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع سوم، ۱۹۸۹ء، ص: ۶۸
Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al Adab al Mufrad*, (Beirut: Dār al Basha'ir al Islāmiyyah, 3rd Edition, 1989), p: 68

[17] ابن الفاکھی، محمد بن اسحاق، اخبار مکہ فی قدیم الدھر وحدیثہ، ت: عبد الملک بن عبد اللہ، دار خاضر بیروت، طبع دوم، حدیث رقم: ۲۳۲۱

Ibn al Fākihī, Muḥammad bin Isḥāq, *Akhbār Makkah fī Qadīm al Dahar wa Ḥadīthihī,* (Beirut: Dār Ḥāḍir, 2nd Edition), Ḥadīth # 2321

[18] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء، ۵: ۹۱۔ ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم الدینوری، المعارف، ت: ثروت عکاشہ، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتب، قاہرہ، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۱۰

Ibn Sa'ad, Muḥammad bin Sa'ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā,* (Beurit: Dār Ṣadir , 1968), 5: 91. Ibn Taymiyyah, 'Abdullah bin Muslim, *Al Ma'ārif,* (Cairo: Al Hay'ah al Miṣriyyah al 'Āmmah lil Kutub, 1992), p: 210

[19] البلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، دار ومکتبۃ الہلال، بیروت، ۱۹۸۸ء، ص: ۳۶۲

Al Balādharī, Aḥmad bin Yaḥya, *Fatūḥ al Buldān,* (Beirut: Dār wa Maktabah al Hilāl, 1988), p: 362

[20] قاضی اطہر مبارکپوری، عرب و ہند عہد رسالت میں، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۹۱۔ قاضی اطہر مبارکپوری، العقد الثمین فی فتوح الہند و من ورد فیھا من الصحابہ والتابعین، دار الانصار قاہرہ، ص: ۳۱۔ قاضی اطہر نے اس روایت کو "مجموع الرسائل" نام کے ایک مخطوطہ میں دیکھا جس میں یہ روایت "جمع الجوامع" سے نقل کی گئی ہے۔

Mubārakpūrī, Qāzī A□har, *'Arab o Hind 'Ehd e Risālat me,* (Dehli: 2004), p: 191. Mubārakpūrī, Qāzī A□har, *Al 'Uqd al Thamīn fī Futūḥ al Hind wa Mn Warada fīhā min al Ṣaḥabah wa al Tābi'īn,* (Cairo: Dār al Anṣār), p: 31

[21] احمد بن حنبل الشیبانی، مسند احمد، تحقیق: شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع اول، ۲۰۰۱ء، حدیث رقم: ۷۱۲۸۔

Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad,* (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1st Edition, 2001), Ḥadīth # 7128

[22] الدینوری، المعارف، ص: ۲۶۸-۲۷۹

Al Dīnorī, *Al Ma'ārif,* p: 268, 279

[23] تھانہ: ہندوستان کے شہر ممبئی سے شمال کی طرف ۲۲،۲۰ کلومیٹر کی دوری پر قدیم بندرگاہ اور تجارتی شہر ہے۔

[24] البلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۶

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān,* p: 416

[25] علی کوفی، فتح السند، ص: ۷۲

Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 72

[26] یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۱: ۴۳۵، ۴: ۲۲۷

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu'jam al Buldān,* 1: 435, 4: 227

[27] علی کوفی، فتح السند، ص: ۷۳

Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah),* p: 73

[28] Recep Uslu, *"Sind de İslam Fetihleri"* (15-240/636-854) Marmara University Istanbul, 1990, p: 34

[29] الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، دار التراث، بیروت، طبع دوم، ۱۳۸۷ھ، ۴: ۱۸۱، ۱۸۲

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Mulūk,* (Beirut: Dār al Turāth, 2nd Edition, 1387), 4: 181, 182

[30] Recep Uslu, *Sind de İslam Fetihleri,* p: 3

[31] شرر، عبدالحلیم، تاریخ سندھ، دلگداز پرس، لکھنؤ، ۱۹۰۷ء، ص: ۸۲ - ۸۴۔ نیز دیکھیں:

John Jehangir Bede, The Arabs in Sind (712-1026AD), Karachi 2017, p: 56. 'Abd al Ḥalīm Sharar, *Tārīkh e Sindh,* (Lacknow: Dilgudāz Press, 1907), p: 82-84

[32] الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ۴، ص: ۱۱۲

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Mulūk*, 4: 112

[33] عبدالحلیم شرر، تاریخ سندھ، ص: ۸۳

ʻAbd al Ḥalīm Sharar, *Tārīkh e Sindh*, p: 83

[34] بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۳۳۳

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 333

[35] ایضاً، ص: ۴۱۶ - ۴۱۷

Ibid., p: 416,417

[36] الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ۲: ۲۶۲

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Mulūk*, 2: 262

[37] قندابیل: سندھ کا ایک ہرا ابھرا اور بہت بڑا شہر ہے۔ جو ایک صحرا نما میدان میں واقع ہے اور یہاں پر کھجور وافر مقدار میں پائی جاتی ہے۔ یعقوت الحموی کے مطابق: قندابیل سندھ میں واقع البدھہ نام کے صوبے کا ایک شہر ہے اور قصدار (موجودہ خضدار) سے ۵ فرسخ یعنی کم و بیش ۲۴ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہنری ایلیٹ کہتا ہے کہ: قندابیل موجودہ جغرافیائی اعتبار سے قلات اور شکارپور کے درمیان میں گنداوا کے مقام پر واقع تھا۔ دیکھیئے: حدود العالم من المشرق إلی المغرب، مصنف مجھول(۳۷۲ھ)، تحقیق و ترجمہ: السید یوسف الھادی، الدار الثقافیۃ للنشر، القاہرۃ، ۱۴۲۳ھ، ص: ۱۴۰۔ یعقوت الحموی، معجم البلدان، ۴: ۴۰۲

Henry Miers Elliot ve Jhon Dowson, The History Of India as Told By His Own Historians, London, 1867, Vol: 1, p. 386. *Ḥudūd al ʻĀlam min al Mashriq ilal Maghrib*, (Cairo: Al Dār al Thaqāfiyyah lil Nashr, 1423), p: 140. Yāqūt al Ḥamwī, *Muʼjam al Buldān*, 4: 402

[38] ابن سعد، الطبقات، ۸: ۳۴۴

Ibn Saʼad, Muḥammad bin Saʼad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, 8:344

[39] بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417

[40] خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ت، د. اکرم ضیاء العمری، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع، دوم، ۱۳۹۷ھ، ص: ۱۹۱

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, (Beirut: Moʼassasah al Risālah, 2nd Edition, 1397), p: 191

[41] علی کوفی، فتح السند، ص: ۷۶-۷۷

Kūfī, ʻAlī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah)*, p: 76,77

[42] بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417

[43] بنہ اور اہواز: یاقوت الحموی ان شہروں کو بنہ اور لاہور کی شکل میں ذکر کرتا ہے۔ معجم البلدان، جلد: ۱، ص: ۵۰۰-۵۰۱؛ ایک اندازے کے مطابق "بنہ" سے مراد موجودہ بنوں کا علاقہ اور اہواز سے صوابی میں واقع ہونے والا چھوٹا لاہور کے نام کا ایک گاؤں مراد لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بلاذری نے بھی ان کا محل وقوع ملتان اور کابل کے درمیان بیان کیا ہے۔ بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷؛ نیز دیکھیں: ضیاء اللہ خان جدون، صحابہ کرامؓ پاکستان میں، نوار خان جدون ریسرچ سنٹر بیسک گدون، صوابی، ۲۰۱۷، ص: ۳۱، ۳۲۔

Yāqūt al Ḥamwī, *Muʼjam al Buldān*, 1: 500, 501. Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 417. Ziaullah Khan Jadūn, *Ṣaḥābah Kirām Pakistan me*, (Swabi: Nūr Khan Jadūn Research Centre Basic Gadūn, 2017), p: 31,32

44 خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۰۶۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷۔ ابن الاثیر، علی بن ابی الکرم الشیبانی، الکامل فی التاریخ، ت، عمر عبدالسلام تدمری، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع، اول، ۱۹۹۷ء، ۳: ۴۳، ۴۴

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 206. Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 417. Ibn al A'thīr, 'Alī bin Abī al Karam, *Al Kāmil fil Tārīkh*, (Beirut: Dār al Kitāb al 'Arabī, 1st Edition, 1997), 3: 43,44

45 عبدالحلیم شرر، تاریخ سندھ، ص: ۱۰۲-۱۰۳، نیز دیکھیں:

Irfan Aycan, *Mühalleb b. Ebû Sufre,* (İstanbul: Türkiye Diyanet Vakfı İslâm Ansiklopesi, 2006), 31: 511, 512. 'Abd al Ḥalīm Sharar, *Tārīkh e Sindh*, p: 102,103

46 خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۰۷، ۲۰۸۔ نیز دیکھیے: بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 207, 208. Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417

47 علی کوفی، فتح السند، ص: ۷۸-۷۹

Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah)*, p: 76,77

48 خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۰۹

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 209

49 بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417

50 یعقوبی، احمد بن جعفر، التاریخ، دار صادر، بیروت، ۲: ۲۳۴

Al Ya'qūbī, Aḥmad bin Ja'far, *Al Tārīkh*, (Beurit: Dār Ṣadir), 2: 234

51 خلیفہ بن خیاط، الطبقات، ص: ۳۴۶

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 346

52 یعقوبی، تاریخ، ۲: ۲۳۴

Al Ya'qūbī, *Al Tārīkh*, 2: 234

53 علی کوفی، فتح السند، ص: ۸۲، ۸۳

Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah)*, p: 82, 83

54 ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ت، علی محمد البجاوی، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۲، طبع، اول، جلد: ۲، ص: ۶۵۸؛ نیز دیکھیں: ابن الاثیر، اسد الغابہ فی تمییز الصحابہ، ت، علی محمد معوض- عادل احمد عبد الموجود، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۴ء، طبع اول، ۲: ۵۶۰۔ الصفدی، خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، ت: احمد الارناؤوط وترکی مصطفیٰ، دار احیاء التراث بیروت، ۲۰۰۰ء، ۱۵: ۲۸۶

Ibn 'Abd al Barr, *Al Istī'āb fī Ma'rifah al Aṣḥāb*, (Beurit: Dār al Jiyal, 1st Edition, 1992), 2: 658. Ibn al A'thīr, *Usd al Ghābah fī Tamyīz al Ṣaḥābah*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1994), 2: 560. Al Ṣafdī, Khalīl bin Aybak, *Al Wāfī bil Wafiyyāt*, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath, 2000), 15: 286

55 بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۸

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417

56 ابن سعد، الطبقات، ۶: ۸۳۔ خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۳۶

Ibn Sa'ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, 2:83. Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 236

57 بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۸

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p:417

58 ابن سعد، الطبقات، ۶: ۸۳۔ ابن الاثیر، الکامل، ۳: ۲۰۲۔ ابن حجر، الاصابہ، ۶: ۲۰۹۔ الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، دار

العلم للملايين، ۲۰۰۲ء، ۷: ۲۹۲۔

Ibn Sa'ad, *Al Ṭabqāt al Kubrā*, 6: 83. Ibn al A'thīr, *Al Kāmil fil Tārīkh*, 3: 202. Ibn Hajar , Ibn Ḥajar, *Al Iṣābah*, 6: 209. Al Zarkalī, Khayr al Dīn bin Maḥmūd, *Al 'A'lām*, (Dār al 'Ilm lil Malāyīn, 15th Edition, 2002), 7: 292

59 خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۳۶

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 236

60 بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۷۔ علی کوفی، فتح السند، ص: ۸۳، ۸۴

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 417. Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah)*, p: 83, 84

61 خلیفہ سے مراد یہاں غالباً یزید بن معاویہ ہے کیونکہ المنذرؓ کی تقرری ۶۱ھ میں ہوئی اور اس وقت یزید بن معاویہ مسند نشین تھا۔

62 تورانی: مطبع کی خطا ہے یا پھر ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے اسے غلط شکل میں لکھا ہے۔ اصل لفظ "طوران" ہے۔ یعقوت الحموی لکھتے ہیں کہ طوران سرزمین سندھ میں ایک علاقہ ہے جس کا مرکزی شہر قصدار (خضدار) ہے۔ معجم البلدان، ۴: ۴۸۔

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu'jam al Buldān*, 4: 48

62 علی کوفی، فتح السند، ص: ۷۳

Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah)*, p: 73

63 ایضاً، ص: ۸۳، ۸۴

Ibid., p: 83, 84

64 خلیفہ بن خیاط، تاریخ، ص: ۲۳۶

Khalīfah bin Khayyāṭ, *Tārīkh*, p: 236

65 یعقوت الحموی، معجم البلدان، ۲: ۳۳۸

Yāqūt al Ḥamwī, *Mu'jam al Buldān*, 4: 48

66 غالباً یہ لوگ عراق، شام اور حجاز میں جاری خانہ جنگی کی وجہ سے یہاں پر آکے بسے تھے۔

67 بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۱۹۔ علی کوفی، فتح السند، ص: ۸۵، ۸۶

Al Balādharī, *Fatūḥ al Buldān*, p: 419. Kūfī, 'Alī bin Ḥāmid, *Futūḥ al Sindh (Chach Nāmah)*, p: 85, 86